Al-Qawārīr - Vol: 05, Issue: 02,
Jan – Mar 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

صنفی تعلیم اور حقوق نسواں سیرت طیبہ کی روشنی میں: تحقیقاتی جائزہ

A research review on Gender Education and Women's Rights in the Light of the Prophetic Biography

Dr. Syed Muhammad Haroon Agha
S.S.T (General) Education Department Government of Balochistan Quetta.
Muhammad Siddique Ullah
Visiting Faculty, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.

Version of Record
Received: 16-Jan-24 **Accepted**: 20-Feb-24
Online/Print: 24- Mar -2024

ABSTRACT

Education, knowledge, and awareness are fundamental to the construction and development of human society. On the other hand, it is also a fact that women constitute half of society. Therefore, the education and upbringing of this class of women are not only essential but also indispensable for the betterment and progress of society. The term education and upbringing is composed of two elements. One is education, which means imparting the basic qualities necessary for living, teaching, educating, disseminating information, and the other term is 'upbringing', which means nurturing, teaching good habits, imparting virtues, and guarding against vices, and instilling God-consciousness and piety in children. Therefore, education and upbringing both hold fundamental importance in Islam. Knowledge is light and ignorance is misguidance.

Keywords: *Education, upbringing, women, society, progress*

تعارف

انسانی معاشرہ کی تعمیر و ترقی کے لئے تعلیم و تربیت، علم و آگہی اور شعور بنیادی اہمیت کے حامل ہیں، دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ طبقہ نسواں معاشرے کا نصف حصہ ہیں۔ لہٰذا اس طبقہ نسواں کی تعلیم و تربیت معاشرے کی صلاح و فلاح کے لئے ازبس ضروری اور ناگزیر ہے۔ لفظ تعلیم و تربیت دو اجزا سے مرکب ہے۔ ایک تعلیم، یعنی زندگی گزارنے کے لئے بنیادی اوصاف کا شعور دینا، سکھانا، پڑھانا، معلومات بہم پہنچانا اور دوسرا لفظ 'تربیت' ہے جس سے مراد پرورش کرنا، اچھی عادات، یعنی فضائل

CC BY

اخلاق سکھانا اور رذائل اخلاق سے بچانا اور بچوں میں خدا خوفی اور تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ لہٰذا تعلیم اور تربیت دونوں اسلام میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ علم نور ہے اور جہالت گمراہی!

تعلیم نسواں اور اسلام

اسلام کا نکتہ نظر

اسلام نے علم اور تقویٰ کو یعنی تعلیم و تربیت کو ابتدا ہی سے بنیادی اہمیت دی۔ چونکہ شریعت اسلامیہ نے مرد و عورت دونوں پر یکساں حقوق و فرائض عائد کئے ہیں اور دونوں ہی اپنے فرائض کو پورا کرنے کے لئے یکساں مکلف اور ذمہ دار ہیں۔ یہ واضح امر ہے کہ جب تک اپنے فرائض سے متعلق کماحقہ واقفیت نہ ہو، کوئی اپنے فرائض سے متعلق صحیح طور پر عہدہ برآ نہیں ہو سکتا، لہٰذا جب تک علم دین حاصل نہ کیا جائے تب تک دین کے احکام پورا کرنا ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے حصولِ علم کو مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں لازمی قرار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

«طلب العلم فريضة على كل مسلم» [1]

"یعنی ہر مسلمان مرد (اور عورت) پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔"

قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ میں علم کی بے مثال فضیلت بیان کی گئی ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں حصولِ علم سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ-اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُاؕ-اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ [2]

اور آدمیوں اور جانوروں اور چارپایوں کے رنگ یونہی طرح طرح کے ہیں اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں بے شک اللہ عزت والا، بخشنے والا

آقائے نامدار پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس کا آغاز بھی لفظ اقرأ (یعنی پڑھو) سے ہوا تھا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ علم والے لوگوں کا مقابلہ علم سے بے بہرہ جاہل لوگ کیسے کرسکتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے حصول علم کی بہت تاکید کی۔ مثلاً قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿قُل هَل يَستَوِى الَّذينَ يَعلَمونَ وَالَّذينَ لا يَعلَمونَ.﴾ [3]

"ان سے پوچھو! کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہوسکتے ہیں۔"

مندرجہ ذیل ارشادِ نبوی حدیث کی متعدد کتب میں موجود ہے:

وإن فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على الكواكب وإن العلماء ورثة الأنبياء إن الأنبياء لم يدعوا دينارا ولا درهما ولكنهم وفي حديث زاهر ولكن ورثوا العلم فمن أخذ به وقال زاهر فمن أخذه فقد أخذ بحظ و افر[4]

"عبادت گزار کے مقابلے میں عالم کو وہی فضیلت حاصل ہے جو چودھویں رات کے چاند کو عام تاروں پر، علما انبیا کے وارث ہیں، کیونکہ انبیا نے ترکہ میں درہم ودینار نہیں چھوڑے بلکہ علم چھوڑا ہے۔ سو جس نے علم حاصل کر لیا اس نے نبوی ترکہ میں سے وافر حصہ حاصل کر لیا۔"

علم کی اہمیت کے بارے میں بطورِ نمونہ چند آیات اور احادیث پیش کی گئی ہیں جن سے علم کی بے پایاں فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ علم کے جتنے فضائل بیان ہوئے ہیں، صرف اسی عالم کے لئے ہیں جو خود اپنے علم کا پابند ہے۔ اس پر مکمل عمل کرتا ہے۔ اس علم کے ذریعے اللہ کی رضاجوئی میں مصروف رہتا ہے۔ اس کے اوامر بجالاتا ہے اور اس کے نواہی سے دور رہتا ہے کیونکہ علم بغیر عمل کے وبال ہوتا ہے۔

اسلام میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا اہتمام

قبل از اسلام جاہلی معاشروں میں عورت ہر قسم کے حق سے محروم تھی۔ جہاں عورت زندگی کے حق سے ہی محروم ہو، وہاں اس کے پڑھنے لکھنے کے حق کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر اسلام نے جہاں عورت کو اعلیٰ وارفع مقام دیا وہاں اس پر ایک احسان یہ بھی فرمایا کہ اسے درس وتدریس اور تعلیم وتربیت میں مردوں کے برابر مکلف قرار دیا۔ چونکہ شریعتِ اسلامی کے مخاطب مرد اور عورت دونوں ہیں۔ دینی احکام دونوں پر واجب ہیں اور روزِ قیامت مردوں کی طرح عورتیں بھی ربّ العالمین کے سامنے جواب دہ ہیں۔ لہٰذا عورتوں کے لئے بھی حصولِ علم جو اُن کو بنیادی دینی اُمور کی تعلیم دے اور احکامِ اسلامی کے مطابق زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھائے وہ ان کے لئے فرضِ عین قرار دیا گیا ہے۔ فرضِ عین سے مراد یہ ہے کہ اسے سیکھنا لازمی ہے اور اگر عورت یا مرد اس میں کوتاہی کرے تو وہ عند اللہ مجرم ہے۔

معاشرہ کی گمراہی کا سب سے بڑا سبب آج پہلی درس گاہ یعنی خواتین اہل خانہ کا تعلیم شریعت سے بے بہرہ رہنا ہے، پہلا درس گھر سے ملتا ہے، جب گھر مثل درس گاہ بن جائے تو افراد معاشرہ مہذب طالبعلم ہو جائیں گے، ایک تعلیم یافتہ دین دار عورت ہی اپنی

دو حیثیتوں یعنی بیوی اور ماں بن کر فطرت کے دو عظیم الشان مقاصد تسلسل نسل انسانی اور تشکیل و تعمیر معاشرہ وملت کی تعمیل و تکمیل کر سکتی ہے، مرد کی تعلیم، واحد کی تعلیم ہے اور عورت کی تعلیم در حقیقت تمام خاندان کی، ایک نسل کی تعلیم ہے، حدیث پاک میں ہے:

الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ[5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دُنیا سامان ہے اور اس کے سامان میں سب سے زیادہ خیر والی چیز نیک بیوی ہے۔

لہذا یہ فریضہ ایک باشعور اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کرنے والی تعلیم یافتہ نیک سیرت خاتون خانہ ہی سرانجام دے سکتی ہے، ورنہ تو عصر حاضر میں بنام مہذب اخلاق وشرافت سے عاری قوموں نے مردوزن میں مساوات کے دلفریب نعروں کے ذریعے عزت خانہ کو شمع محفل بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اور اس کے لیے عیاری ومکاری کے ہر داؤ آزمائے، لیکن آج اس کے ملمّع ساز معاشرہ کی قلعی کھل چکی بے حیائی اور بدکاری جیسے ناسور اس مادر پدر آزاد معاشرے میں ایسے سرایت کر چکے ہیں کہ تہذیبی تنزلی تو ہے ہی ساتھ میں ان کی نسلیں اپنی بقا کی جنگ کرتی نظر آرہی ہیں- ایڈز جیسی لاعلاج بیماری ان کی جڑوں کو ختم کر رہی ہے، پورا مغربی معاشرہ بے حیائی اور زناکاری میں اپنی مثال نہیں رکھتا جس کے چاہنے والے تمام دنیا پر ان کی حاکمیت کا دعوی کرتے ہیں وہ خود گھریلو اور خاندانی امن وسکون اور مسرت سے محروم ہیں- ان کے گھروں میں ماحول جنگلاتی حیات کے مثل خود غرضی اور جنسیت زدہ ہے اور انھیں انعام کی شکل میں اس جنسی بے راہ روی کے سبب لاعلاج بیماریوں کا تحفہ بھی میسر ہے، کہاں گئی ان کی جدید تعلیم جس کی افادیت اور معنویت پر مغرب کے ذہنی غلام زمین و آسمان کے قلابے ملاتے نہیں تھکتے، جب کے تہذیب مہذّب، اسلام کے عطا کردہ اصول میں غور کریں تو ادراک ہو جائے گا کہ اسلام اعتدال کی تعلیم دیتا ہے، وہ نہ تو عورتوں کو دیوانہ وار، شمع بزم بننے کے لیے میدان عمل میں آنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی ان کو یکسر ہر قسم کے معاملات سے روکتا ہے اسی لیے عورت کو صرف اقتصادی آزادی کے حصول کے لئے تعلیم دینا اسلامی مقصود نہیں ہے، کیونکہ اس سے خاندانی وحدت کا رشتہ جو بنی نوع انسان کی روحانی زندگی کا جزو عظیم ہے، ٹوٹ جاتا ہے، اسی لیے اسلام ان کی صنفی تخلیق، جسمانی نزاکتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے قیود وشرائط کے ساتھ انہیں ان تمام کاموں کی اجازت دیتا ہے، جن کی انہیں دنیوی یا اخروی اعتبار سے ضرورت ہے۔

چونکہ نجات کے لئے عقائد پر یقین کامل اور احکام شریعت پر عمل ضروری ہے اور عمل کرنے کے لیے ان کا علم حاصل کرنا لازم ہے جبکہ شریعت نے احکامات، عبادات و معاملات میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں رکھی، بلکہ دونوں ہی اپنے کردہ اور ناکردہ کے جوابدہ ہیں، تو اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ عمل کے لیے دونوں کو علم حاصل کرنا ناگزیر ہے، اسی لئے قرآن کریم میں اللہ عزوجل نے امہات المومنین کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ [6]

"اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور احکام (رسول کی احادیث) پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو۔

آیات اللہ سے مراد قرآن ہے اور حکمت سے قرآنی اسرار اور رسول اللہ کی سنت جو حدیث پاک میں مذکور ہے، مراد ہے، اور انہیں ذکر یعنی تلاوت کے ذریعہ ملفوظی شکل میں یاد رکھنے، اور ان میں غور و فکر اور احکامات کی تخریج کے لیے لازمی علوم وغیرہ سب کی تحصیل کا حکم اس میں شامل ہے اس سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ نے ازواج مطہرات کو قرآن و حدیث میں بیان کردہ علوم و معارف کے حصول اور حاصل شدہ علوم کی حفاظت و اشاعت کا حکم دیا، اور اس کے عموم میں امت کی تمام عورتوں کا شمول ہے، اس کے لیے حضور علیہ السلام نے خود حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے تعلیم کا انتظام فرمایا اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بہت عظیم معلمہ اور فقیہہ تھیں، شاعری، طب اور تاریخ و فلسفہ پر بڑا عبور رکھتی تھیں انہی کے بارے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا آدھا دین عائشہ (رضی اللہ عنھا) کی وجہ سے محفوظ ہو گا۔

" خذوا شطر دینکم عن الحمیراء" [7]

نبی علیہ السلام نے فرمایا: تمھارے دین کا ایک کنارہ (آدھا) حمیراء (عائشہ رضی اللہ عنھا) سے اخذ کرو۔

یعنی آدھا دین جو باہر کی زندگی سے متعلق تھا صحابہ نے سمجھا اور آدھا دین ازدواجی زندگی سے متعلق ہے وہ دین میری بیویوں نے سیکھا اور انہوں نے امت تک پہنچایا، آٹھ ہزار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی تعداد ازدواج کی متعدد حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی تھی کہ عورتیں بھی مسائل سیکھ سکیں اور ازواج مطہرات کے واسطے سے تعلیم نبوت عام عورتوں تک بھی پہونچ سکے۔ اسی لئے دور نبوت میں بھی عورتوں کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا، نبی اکرم ﷺ مردوں کی طرح عورتوں سے بھی وعظ و نصیحت کرتے اور پیغام خداوندی سناتے۔ چناں چہ کتب

حدیث میں عورتوں کی تعلیم اور ان سے وعظ کے متعدد واقعات مذکور ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَمَعَهُ بِلَالٌ ، فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ ، وَبِلَالٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ[8]

"رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بلال رضی اللہ عنہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال کیا کہ (مردوں سے وعظ کے دوران) عورتیں آپ کی آواز نہ سن سکیں چنانچہ آپ نے ان سے وعظ کیا اور انہیں صدقہ کا حکم دیا تو عورتیں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں نکال کر دینے لگیں اور حضرت بلال کپڑے کے دامن میں لے رہے تھے"۔

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہیکہ عورتوں سے وعظ کرنا، انہیں احکام اسلام کی تعلیم دینا، انہیں صدقہ دینے پر آمادہ کرنے اور ان کی تعلیم کے لئے علاحدہ مجلس کا اہتمام کرنا مستحب ہے اس کے لیے باقاعدہ صحابیات نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عریضہ بھی پیش کیا تھا...

(عَنْ أَبِي سَعِيدٍ(الخدريّ) رضي الله عنه أنَّه قال:جَاءَتِ امْرَأَةٌ(هي أسماءَ بنت يزيد بن السَّكن)إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ؛ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ؛ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ، فَقَالَ صلَّى الله عليه وسلَّم لهنَّ:اجْتَمِعْنَ فِي يَوْمِ كَذَا وَكَذَا، فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا، فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ، ثُمَّ قَالَ) لهنَّ: مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَامِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً، إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ(هي أمُّ سُليمٍ ،أو أمُّ أيمن أو أمُّ مبشِّرٍ): (يَا رَسُولَ اللهِ؛ و اثْنَيْنِ؟قَالَ أبو سعيدٍ: فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ صلَّى الله عليه وسلَّم: وَ اثْنَيْنِ، وَ اثْنَيْنِ، وَ اثْنَيْنِ[9]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عورتوں نے دربار نبوی میں یہ شکایت کی کہ مرد آپ سے استفادہ میں ہم سے سبقت لے گئے، اس لئے آپ ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی

دن متعین کر دیجئے، اس دن ہم آپ کے پاس حاضر ہو جایا کریں تا کہ اللہ نے جو علم آپ ﷺ کو دیا ہے آپ ﷺ ہمیں اس کی تعلیم دیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم عورتیں فلاں دن فلاں مقام پر جمع ہو جایا کرو، وہ سب اس جگہ جمع ہو گئیں پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور عورتوں کو تعلیم دی پھر فرمایا کہ تم میں سے جس عورت کے تین بچے وفات پا جائیں وہ بچے اس کے لئے دوزخ سے حفاظت کا ذریعہ بنیں گے، ایک عورت نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول دو کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس خاتون نے اپنا سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے فرمایا دو، دو اور دو بھی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کی اچھی تعلیم و تربیت کو اتنا ہی اہم اور ضروری قرار دیا ہے جتنا کہ مردوں کے لیے ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"الرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْأَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيْمَهَا، وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ أَدَبَهَا، ثُمَّ يُعْتِقُهَا، فَيَتَزَوَّجُهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ"[10]

اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو پھر وہ اسے خوب اچھی تعلیم دے اور اس کو خوب اچھے آداب مجلس سکھائے، پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اس شخص کے لئے دوہرا اجر ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

الاعتناء بالاہل الحرائر فی تعلیم فرائض اللہ وسنن رسولہ اکد من الاعتناء بالاماء[11]

"آزاد گھر والوں کو اللہ کے فرائض اور اس کے رسول کی سنتوں کی تعلیم پر توجہ دینا باندی کی تعلیم پر توجہ دینے سے زیادہ اہم اور ضروری ہے"

جب اسلام نے باندیوں تک کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کو کار ثواب قرار دیا ہے تو وہ آزاد لڑکوں اور لڑکیوں کے تعلیم سے محروم رکھے جانے کو کس طرح گوارا کر سکتا ہے، حضور علیہ السلام نے خود حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے تعلیم کا انتظام فرمایا حضرت شفا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو کتابت سکھائی تھی۔

ابن بشران عن أنس: "أنا أول من يدخل الجنة لكن تبادرني امرأة فأقول ما أنت، فتقول أنا امرأة قعدت على أيتامي"[12]

حضور علیہ السلام نے فرمایا: جنت میں میرا دخول سب سے پہلے ہو گا، تبھی ایک عورت سبقت کرے گی تو میں دریافت کرونگا تم کون ہو؟؟؟ وہ کہے گی میں وہ عورت ہوں جو یتیموں کی تعلیم تربیت کی خاطر دوسری شادی سے رک گئی تھی۔

یہ حقیقت ہیں کہ کسی بھی قوم اور اس کے نونہالوں کو مجموعی طور پر دین سے روشناس کرانے، تہذیب وثقافت سے بہرہ ور کرنے، اوصاف حمیدہ سے مزین کرنے اور صالح نشو ونما میں اس قوم کی خواتین کا کردار اہم بلکہ مرکزی اور اساسی ہوتا ہے.

رسولِ اکرم ﷺ کے تبلیغی مشن میں ہفتہ میں ایک دن صرف خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے مخصوص ہوتا تھا۔ اس دن خواتین آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور آپ سے مختلف قسم کے سوالات اور روزمرہ مسائل پوچھتیں۔ نمازِ عید کے بعد آپ ان سے الگ سے خطاب کرتے۔ اُمہات المؤمنین کو بھی آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ وہ مسلم خواتین کو دینی مسائل سے آگاہ کیا کریں۔ پھر آپ نے خواتین کے لئے کتابت یعنی لکھنے کی بھی تاکید فرمائی۔ حضرت شفاء بنت عبد اللہ لکھنا جانتی تھیں۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ تم اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ کو بھی لکھنا سکھا دو۔ چنانچہ انہوں نے حضرت حفصہ کو بھی لکھنا سکھا دیا۔ آہستہ آہستہ خواتین میں لکھنے اور پڑھنے کا اہتمام اور ذوق وشوق بہت بڑھ گیا۔ عہدِ نبوی کے بعد خلفاے راشدین کے مبارک دور میں بھی خواتین کی تعلیم وتربیت کی طرف بھرپور توجہ دی گئی۔

حضرت عمر بن خطاب نے اپنی مملکت کے تمام اطراف میں یہ فرمان جاری کر دیا تھا:

«علِّموا نساءکم سورة النور...» [13]

"اپنی خواتین کو سورۃ النور ضرور سکھاؤ

کہ اس میں خانگی زندگی اور معاشرتی زندگی کے متعلق بے شمار مسائل واَحکام موجود ہیں۔"

تعلیم نسواں کی اہمیت

اسلام میں تعلیم نسواں کے بارے میں کبھی دورائیں نہیں ہوسکتیں۔ ایک ہی محکم اور پختہ حکم ہے اور وہ ہے عورتوں کو زیورِ تعلیم سے لازماً آراستہ کرنے کا کیونکہ بے علم اور جاہل عورت معاشرے کی پسماندگی اور ابتری کا باعث بنتی ہے۔ جاہل عورتوں کو نہ کفر وشرک کی کچھ تمیز ہے، نہ دین و ایمان سے کچھ واقفیت۔ اللہ اور رسول کے مرتبہ و مقام سے ناواقف بعض اوقات شانِ خداوندی میں بڑی گستاخی وبے ادبی سے گلے شکوے کرتی رہتی ہیں۔ اسی طرح شانِ پیغمبری میں بڑی بے باکی سے زبان طعن دراز کرتی ہیں۔ احکامِ شرعیہ کی حکمت اور افادیت سے واقف نہ ہونے کی بنا پر اُلٹی سیدھی باتیں کرتی ہیں، اس کے برعکس ہر

طرح کے فیشن، بے حجابی و عریانی اور فضول رسم و رواج کے پیچھے بھاگتی ہیں، اولاد و شوہر کے بارے میں طرح طرح کے منتر جھاڑ پھونک اور کالے علم میں ملوث ہوتی رہتی ہیں۔ شوہروں کی کمائی اسی طرح کے غلط اور باطل کاموں میں ضائع کر دیتی ہیں۔ شوہر سے ان کی بنتی ہے نہ سسر الی رشتہ داروں سے، انہیں اپنے بہن بھائیوں، رشتہ داروں اور ہمسایوں کے حق حقوق کی ذرا خبر نہیں ہوتی۔ اس کے بر عکس لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ، زبان درازی و لعن طعن کر کے سب سے بگاڑ کر خوش رہتی ہیں۔ زیور، کپڑے کے ناجائز مطالبوں سے ہر وقت شوہر کا ناک میں دم کیئے رکھتی ہیں۔ بالآخر اس کو حرام کمائی میں ملوث کر کے چھوڑتی ہیں۔ وقت کی بھی ان کو قدر نہیں ہوتی۔ فضول باتوں میں، لعن طعن میں، غیبت اور گالم گلوچ میں سارا وقت برباد کر دیتی ہیں۔ غرض عورتوں کی جہالت کے کون کون سے نقصانات گنوائے جائیں: شوہر، بچے، گھر، اللہ کی دی ہوئی نعمتیں، کسی بھی بات کا ان کو احساس نہیں ہوتا۔ ان کی زندگی قرآن پاک کے الفاظ ہیں خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ کا مصداق ہوتی ہے، یعنی ان کی دنیا بھی برباد اور آخرت بھی تباہ ہو گئی۔ اس طرح کی خواتین یقینا معاشرے کی تباہی و بربادی کا ہر اول دستہ ثابت ہوتی ہیں کہ اپنی گودوں میں پلنے والی اولاد کی تربیت ہی نہ کر سکیں۔ جیسی گنوار خود تھیں، ان کی اولاد یعنی نسل نو بھی اسی طرح گمراہ، جاہل اور گنوار ثابت ہوئی۔ اس طرح وہ قوم کو جرائم کی دلدل میں پھنساتی چلی جاتی ہیں۔

اس کے بر عکس علم دین رکھنے والی خاتون صحیح اور غلط، حق اور باطل، جائز اور ناجائز کی حدود کو جانتی اور پہچانتی ہے اور وہ اپنی زندگی کے پیش آمدہ مسائل کو خوش اُسلوبی سے نمٹا لیتی ہے۔ یہ علم دین اس کو شائستہ اور مہذب بناتا ہے۔ وہ اپنے بچوں کی بھی صالح تربیت کر کے صالح معاشرہ تعمیر کرنے کا باعث ثابت ہوتی ہے۔

تعلیم نسواں کا مقصد

تعلیم نسواں کی اسلام نے بہت تاکید کی ہے اور مغربی تہذیب بھی تعلیم نسواں پر بڑا زور دیتی ہے مگر دونوں کے مقاصد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مقاصد مختلف ہونے کی بنا پر دونوں تعلیموں کی نوعیت و کیفیت بھی جداگانہ ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک اہم حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ألا كلكم راع، وكلكم مسؤول عن رعيته، فالإمام الذي على الناس راع وهو مسؤول عن رعيته، والرجل راعٍ على أهل بيته وهو مسؤول عن رعيته، والمرأة راعية على أهل بيت زوجها وولده وهي مسؤولة عنهم، وعبدالرجل

راع على مال سيده وهو مسؤول عنه، ألا فكلكم راعٍ وكلكم مسؤول عن رعيته».[14]

"سنو! تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے (روزِ قیامت) اپنی اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ایک مرد اپنے گھر والوں کا نگران ہے۔ اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران ہے، اس سے ان کے بارے میں سوال ہو گا۔ غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے وہ اس کے بارے میں جواب دہ ہے۔ سنو! تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

اس لحاظ سے عورت کی تعلیم ایسی ہونی چاہئے جو اس کو صالح بیٹی، وفا شعار بہن، فرمانبردار بیوی اور باکردار و ہمدرد ماں بنا سکے۔ ابتدائی تعلیم بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ ابتدائی پانچ سال میں ایک لڑکے اور ایک لڑکی کی ابتدائی تعلیم اسلامی نکتہ نظر سے یکساں ہونی چاہئے، یعنی ہر مسلم بچے کو یہ سبق دینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اس نے اپنی تمام مخلوق کے رزق کا ذمہ لے رکھا ہے اور ہم سب اس کے بندے ہیں، ہمیں اسی کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا لازم ہے۔ پھر ہر مسلمان بچے کے دل میں عقیدۂ توحید، عقیدہ رسالت، عقیدہ آخرت اور قرآن و سنت کی اہمیت و راسخ کی جائے۔ کفر، شرک اور دہریت یا سیکولرزم کے باطل ہونے کا نقش ان کے دل میں بٹھایا جائے۔ پھر ان کو نیکی اور بھلائی کے کاموں کی پہچان کروائی جائے۔ سچائی، صفائی، وقت کی پابندی، محبت، ہمدردی اور ایثار کا سبق دیا جائے۔ افرادِ خانہ کے ساتھ مروّت سے پیش آنے کا عملی درس والدین اپنے روزمرہ معمولات سے ان کو مہیا کریں۔ پھر طہارت و پاکیزگی کے احکام، وضو کا طریقہ، نماز اور روزے کی ادائیگی، حلال و حرام کے ابتدائی حدود، والدین، رشتہ داروں اور ہمسایوں کے حقوق، شائستہ لباس کے انداز اور معاشرتی زندگی کی پسندیدہ عادات واطوار ان کو اس طرح ذہن نشین کروائے جائیں کہ وہ اس ابتدائی تعلیم و تدریس کی بنا پر ستھری اور پاکیزہ اسلامی زندگی بسر کر سکیں۔

اس ابتدائی تعلیم کی بیشتر بنیاد گھر میں ہی رکھی جاتی ہے کہ ماں کی گود معصوم بچے کا اوّلین مدرسہ ہے۔ وہی اپنے گھر کی عملی مثالوں سے بچے کو کفر و شرک، گمراہ کن عقائد اور فضول رسوم ورواج سے بچانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

بعد ازاں طالبات کے لئے ثانوی تعلیم اس طرح کی ہونی چاہئے جس میں عربی زبان کی تدریس لازمی ہو تاکہ قرآن پاک کا ترجمہ و تفسیر سمجھنا اور ان کے لئے ممکن ہو سکے۔ وہ اپنے پیارے نبی کی احادیث کو پڑھ سکیں تاکہ اس سے ان کے عقائد اور اخلاق میں

نکھار پیدا ہو۔ انہیں صالحین کے کردار سے آشنائی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور رسولوں کی عدمِ اطاعت کے نقصانات سے وہ واقف ہو سکیں حیا کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ عفت و پاکدامنی اور ستر و حجاب کے حدود سے ان کو آگاہ کیا جائے۔ کم از کم وہ دین کے بنیادی مسائل اس حد تک سیکھ لیں کہ صحیح اسلامی زندگی گزار سکیں، پھر ان کو انبیا کرام کی تاریخ پڑھائی جائے اپنے اسلاف کی تاریخ سے آگاہی دی جائے۔ عہدِ نبوی اور خلفاے راشدین کی تاریخ سے واقفیت ہو تا کہ بچے کے دل پر یہ نقش گہرا پختہ اور مضبوط ہو جائے کہ صرف نیک اور صالح لوگ ہی دنیا میں تعمیر اور ترقی کا کام سرانجام دے سکتے ہیں اور بنی نوع انسان کی خدمت کر سکتے ہیں جبکہ ظالم اور جابر لوگ تو ہمیشہ دنیا میں فساد اور تباہی و بربادی کا باعث ہی بنتے رہے ہیں۔ یہ بات بھی ان کے ذہنوں میں راسخ کر دی جائے کہ صرف اسلام ہی ان کی فلاح کا ضامن ہے۔

خواتین کے لئے الگ نصابِ تعلیم

خواتین کیلئے ایسی تعلیم لازمی ہے جو بچوں کی پرورش، تربیت اور سیرت سازی میں معاون ثابت ہو سکے۔ لہٰذا اسکو وہ اُمور ضرور سیکھنے چاہئیں جو ساری عمر گھر میں انجام دینے ہیں مثلاً:

(1) خانہ داری: میسر وسائل میں غذائیت سے بھرپور کھانا تیار کرنا۔

(2) گھر کی ضرورت کے مطابق سلائی کٹائی اور بیکار چیزوں کو کارآمد بنانا، پھٹے کپڑوں کو پیوند لگا کر دوبارہ قابل استعمال بنانا۔

(3) موسم کے مطابق ستر کی حدود کو ملحوظ رکھتے ہوئے لباس تیار کرنا، پھر لباس پہننے کا سلیقہ بھی ہو، تا کہ صفائی ستھرائی سے کم قیمت لباس کو بھی دیدہ زیب بنا سکے۔

(4) گھر کی صفائی ستھرائی اور آرائش میں سلیقہ اور ترتیب کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ کم قیمت مگر سلیقہ سے رکھا ہوا سامان بیش قیمت، مگر بے ترتیبی سے رکھے گئے سامان کے مقابلے میں زیادہ دیدہ زیب اور خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ عورت کا بے سلیقہ اور پھوہڑ ہونا پورے گھر کو منتشر اور خراب کر دیتا ہے۔

(5) گھر کا بجٹ تیار کرنا: اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلانا تا کہ کسی سے ادھار مانگنے کی نوبت پیش نہ آئے۔ ضروری اور اہم چیزوں کو ترجیح دینا، تعیش اور سجاوٹ کی اشیا کو نظر انداز کرنا ضروری ہے۔

(6) گھر کا اس طرح بندوبست کرنا کہ ہر ایک کے لئے گھر میں سکون و اطمینان میسر ہو، ہر ایک کی ضرورت و ترجیحات کو سامنے رکھ کر ان کو آرام مہیا کیا جائے۔ بیمار کی تیمارداری ہو، بچوں کو پڑھانے کا بندوبست ہو۔ افرادِ خانہ باہم پیار و محبت اور حسن سلوک

سے پیش آئیں کہ قرآن پاک نے گھر کی اہم صفت اس کا سکون و اطمینان ہونا ہی بتائی گئی ہے۔ لہٰذا عزیزوں، رشتہ داروں اور ہمسایوں سے خوشگوار تعلقات قائم رکھنے کا سلیقہ بھی عورت کو سکھایا جانا چاہئے۔

(7) ابتدائی طبی امداد یا فرسٹ ایڈ اور مریضوں کی تیمارداری وغیرہ

(8) بجلی کی گھریلو استعمال کی اشیا کو ٹھیک کرنے کے لئے ابتدائی واقفیت بھی ضروری ہے۔

(9) عورتوں کو فوجی ٹریننگ بھی اتنی ضرور دی جانی چاہئے کہ وہ اپنا دفاع اور تحفظ کر سکیں۔ ضرورت کے وقت ان کو پریشانی نہ اُٹھانا پڑے۔

اعلیٰ تعلیم

مندرجہ بالا تعلیم کے علاوہ جو خواتین مزید تعلیم حاصل کرنا چاہئیں، ان کے لئے تدریس اور طب کے شعبے موجود ہیں، وہ علم و ادب کے میدان میں بہت آگے بڑھ سکتی ہیں۔ نرسنگ اور ہوم اکنامکس کے کورس حاصل کر سکتی ہیں۔ ایسے کام جو گھریلو حدود کے اندر انجام دیے جاسکتے ہوں، ان کا عورت کو علم ہونا چاہئے۔ ان نصابات میں عورت کی نفسیات، شخصیت اور فطری فرائض کو پیش نظر رکھنا بڑا ضروری ہے مثلاً یہ کہ

(1) خواتین کا منصب اور ان کے حقوق و فرائض

(2) دائرہ زوجیت اور فریضہ مادریت کے بارے میں اسلامی حکمت عملی

(3) عہدِ نبوی سے لیکر دورِ حاضر تک خواتین کی دینی، علمی، ادبی، ملی، رفاہی اور تعلیمی و تصنیفی سرگرمیاں

(4) ترقی نسواں اور مساواتِ مرد و زن کے نظریہ کا تنقیدی جائزہ

(5) پردے کے موضوع پر عقلی تجربات اور مشاہدے کی روشنی میں دینی احکام کی حکمت اور مصلحت

(6) مذاہبِ عالم اور اسلامی علوم کا تقابلی مطالعہ اور اسلام کی فوقیت و برتری

7 عصری علوم بھی پڑھانا چاہیے تاکہ مشکل وقت میں وہ اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے کچھ کما سکے۔

غرض قرآن و سنت کا گہرا شعور دینا اور نبی پاک کی سیرتِ طیبہ کو زندگی کا محور و مرکز بنا دینا لازمی ہے۔ اور ساتھ میں حتی الوسع عصری علوم سے بھی آراستہ کرنا چاہیے، ایسے ہی خواتین کے مسائل اور موضوعات پر ان کو مہارت ہونی چاہئے۔[15]

دورِ حاضر میں عورت کی حیثیت

دور حاضر اپنے فکری، تہذیبی تجربے اور معاشرتی رویوں کے باعث دراصل مغربی تجربہ ہے۔ مغرب اس وقت دنیا کی غالب قوت ہے، اور اس کی تہذیب تقریباً دنیا پر چھائی ہوئی ہے۔ مغرب کے تہذیبی تجربے کے پس منظر میں اس کے اپنے تاریخی، ثقافتی، فکری اور مذہبی عوامل ہیں۔ موجودہ تہذیبی تجربہ ایک اعتبار سے ان کی روایت کا ارتقاء اور تسلسل ہے، اس کے پس منظر میں یونانی، رومی اور مسیحی تجربات ہیں۔ مغرب کا غالب مزاج مادی ہے اور عیش کوشی ان کا طرز حیات ہے، یہ دونوں عناصر اس کے تہذیبی تجربے میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ مسیحی عہد میں روحانیت کچھ دیر غالب رہی، لیکن جلد ہی ریاست اور کلیسا کی کشمکش شروع ہوگئی، جو بالآخر کلیسا اور مذہب کی شکست اور مادیت اور عیش کوشی کی فتح پر منتج ہوئی۔ موجودہ مغرب مادی، سیکولر اور عیش کوش ہے، اس کی عسکری طاقت اس طرز حیات کے دفاع اور پوری دنیا میں اس نظام اقدار کے نفاذ کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔

یورپ کا نیا دور تحریک تنویر (Enlightenment) سے شروع ہوتا ہے۔ تحریک اصلاح مذہب (Reformation) انقلاب فرانس (French Revolution) اور انگلستان میں صنعتی انقلاب (Industrial Revolution) نے علمی و معاشرتی شخصیتیں پیدا کیں۔ اب آزادی اور مساوات (Freedom and Equality) نئی قدریں قرار پائیں۔ مسیحیت کی مذہبی روایت کے خلاف بغاوت نے مختلف سطحوں پر کام کیا۔ علمی وسائنسی، سیاسی ومعاشرتی اور معاشی ومادی وغیرہ تمام سطحیں انقلابی تبدیلیوں کی زد میں تھیں، ان تمام سطحوں پر خالص مادی وعقلی بنیادیں ہی نتیجہ کے لئے قبول کی گئیں۔ آزادی کے تصور نے مسیحی نظام اخلاق، جو جبر اور گھٹن پر مبنی تھا اور نظام جاگیرداری (Feudal System) جو ظلم اور جبر واستحصال کی علامت تھا' کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔ دور جدید کے آغاز میں صنفِ اناث کو پستی سے اٹھانے کے لئے کوشش کی گئی، عورت کی تذلیل کے تصور کو ختم کیا گیا، اس کے سلب شدہ معاشی حقوق بحال کئے گئے اور نکاح وطلاق کے پچھلے قوانین کی سختی دور کی گئی۔ عورت کے حقوق کے لئے جو مہم چلائی گئی، دراصل ان نظریات پر مبنی تھی جو جدید مغربی معاشرت کے ستون متصور ہوتے ہیں، یعنی:

مرد وعورت کی مساوات۔

عورتوں کا معاشی استقلال۔

دونوں صنفوں کا آزادانہ اختلاط۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جدید تہذیب نے عورتوں کو بہت کچھ حقوق دیئے ہیں، مثال کے طور پر تعلیم کا حق، روزگار کا حق، پسند کی شادی کا حق، آزاد اور خود مختار زندگی گزارنے کا حق، ووٹ اور انتخابات میں لڑنے کا حق، لیکن غور سے دیکھا جائے تو

جدید تہذیب میں بھی عورت اتنی ہی مظلوم ہے جتنی پہلے مظلوم تھی۔ امریکی ٹائم میگزین ۲۰ / مارچ ۱۹۷۲ء کے مطابق: "سو سالہ جدوجہد کے باوجود امریکی عورت ابھی تک اسی مقام پر ہے جہاں وہ سو سال پہلے تھی، مرد اب بھی عملاً امریکہ میں جنس برتر کی حیثیت رکھتا ہے۔

مردوں کی اس دنیا میں عورتیں اب بھی صرف ایک روایتی درجہ رکھتی ہیں۔ وہ صرف ایسے شعبوں میں جوش وخروش سے لی جاتی ہیں جو عورتوں پر انحصار رکھتے ہیں، جیسے فیشن یا ایکٹنگ، جیسا کہ کلیر لیوس نے کہا: اقتدار، روپیہ اور جنس، آج امریکہ کی تین سب سے بڑی قدریں ہیں۔ اور عورتیں اقتدار تک کوئی پہنچ نہیں رکھتیں سوا اپنے شوہروں کے ذریعہ۔ وہ روپے حاصل کرتی ہیں تو زیادہ جنس کے ذریعے، خواہ جائز ہو یا ناجائز۔ ایک خاتون ہیلن میک لین نے کہا: "امریکہ نے جتنے مرد چاند پر بھیجے ہیں، اس سے بھی کم عورتوں کو زمین میں انتظامی عہدوں پر رکھا گیا ہے۔ جدید مغربی دنیا میں ابھی تک اس کو ایک غیر سنجیدہ چیز سمجھا جاتا رہا ہے کہ کسی عورت کو اعلیٰ حکومتی عہدہ دیا جائے۔ ۱۹۷۲ء کے ایک پول میں امریکہ کے اکثر ووٹروں نے کہا تھا کہ خاتون صدر کے مقابلہ میں انہیں سیاہ فام مرد صدر قبول ہے۔ (اور ۲۰۰۹ء کے انتخابات میں امریکیوں نے اس بات کو عملی طور پر ثابت کر دیا کہ ایک سیاہ فام مرد باراک حسین اوباما کو تو صدر کے طور پر منتخب کر لیا، لیکن کسی سفید فام خاتون کو منتخب نہیں کیا)۔ امریکہ کی چار سو سالہ تاریخ میں ایک عورت بھی صدر نہیں بن سکی۔ ایک روسی سائنسدان انٹون نملوف اپنے تجربات اور مشاہدات پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے: دنیا میں کہیں بھی عورت اور مرد کو برابر کر دینے کی اتنی کوشش نہیں کی گئی، جتنی سوویت روس میں کی گئی ہے، کسی جگہ اس باب میں اس قدر غیر متعصبانہ اور فیاضانہ قوانین نہیں بنائے گئے، اس کے باوجود واقعہ یہ ہے کہ عورت کی پوزیشن خاندان میں بہت کم بدل سکی ہے۔

مغربی زندگی میں آزادی کے غلط تصور کا یہ نتیجہ ہوا کہ شادی کو بندھن خیال کیا جانے لگا، اس کے نتیجہ میں جو آزادانہ زندگی پیدا ہوئی اس نے بے شمار خاندانی اور سماجی مسائل پیدا کر دیئے۔ باہمی رضامندی سے جنسی آزادی کے باوجود ایف بی آئی-۱۹۹۲ ۱۹۹۳ کی رپورٹ کے مطابق امریکا میں روزانہ ۱۹۰۰ کی اوسط سے زنا بالجبر کے واقعات رپورٹ ہو رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ عورت کے باہر آنے سے مغرب کا خاندانی نظام تباہ اور برباد ہو رہا ہے۔ جس پر آج اہل مغرب بھی پریشان ہیں، جیسے فرید وجدی مغربی دانشور زول سیمان کے حوالہ سے لکھتے ہیں: یہاں یورپ میں کچھ عورتیں ان عورتوں سے سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں جو دفتروں کی کلرکس، دکانوں کی منتظم، سامان فروخت سکولوں میں تعلیمی خدمات پر متعین، ٹپال گھروں، تارگھروں، فرانسیسی بینکوں اور کریڈی لیونیہ بینکوں میں ملازم ہیں۔ ان سب باتوں کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ ملازمت نے ان عورتوں گھروں سے

بہت دور کر دیا ہے، جس کی وجہ سے گھروں کی رونقیں اجڑ رہی ہیں۔ میڈم ڈو آفرنیوء امریکی عورتوں کی کاروباری اور علمی ترقی کے اعداد و شمار دینے کے بعد لکھتی ہیں: "پر ان باتوں کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت جتنا علوم اور ہنروں میں ترقی کرتی جاتی ہے، مرد اتنا ہی اسے طلاق دیتا جاتا ہے، جیسا کہ طلاق کی بہت سی صورتیں متحدہ امریکہ میں نظر آرہی ہیں، وہاں یہ معاملہ حیرت انگیز حد تک ترقی کر گیا ہے۔ چونکہ مغربی تہذیب میں نکاح کو بندھن اور بچوں کی پرورش کو بوجھ سمجھا جانے لگا، اس وجہ سے خاندانی نظام تباہی کے کنارے پہنچ گیا اور خاندانی نظام انتشار کا شکار ہونے کی وجہ سے بوڑھوں کا کوئی پرسان حال نہ رہا، اس لئے مجبوراً حکومت کو ایسے ادارے بنانے پڑے، جہاں بوڑھوں کو رکھا جائے۔

علامہ وحید الدین خان مغربی تہذیب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مغربی تہذیب میں صرف جوان عورت کے لئے جگہ ہے بوڑھی عورت کے لئے مغربی تہذیب میں کوئی جگہ نہیں۔ مغربی تہذیب میں ایک عورت اپنی نسوانی کشش کی بنیاد پر جگہ حاصل کرتی ہے، نسوانی کشش ختم ہو جاتی ہے، اس لئے مغربی عورت بوڑھی ہونے کے بعد اپنا مقام بھی کھو دیتی ہے۔"

جو شخص ذمہ داری قبول نہ کرے، اس کو حقوق میں بھی حصہ نہیں ملتا یہ مقولہ اپنی بدترین شکل میں مغربی عورت کے حق میں صادق آیا ہے۔ اور تو اور اپنی سگی اولاد بھی بوڑھی ماں کا خیال نہیں رکھتی، اس بات کی تصدیق اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ: امریکا کی ایک عورت کورٹ میں گئی کہ: میرا بیٹا مجھ سے زیادہ اپنے کتے کا خیال رکھتا ہے، کورٹ اسے حکم کرے کہ کم سے کم کتے جتنا تو میرا خیال کرے! وہاں کی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ: کتا اس نے پالا ہے، اس لئے کتے کی خدمت کرنا اور اس کا خیال رکھنا تو اس پر لازم ہے لیکن تیرا خیال رکھنا اس پر لازم نہیں، اگر تم چاہو تو بوڑھوں کی رہائش والے سرکاری اداروں میں جا کر رہو۔ فرید و جدی کے الفاظ میں: "آج مغرب کی بیچاری عورت مرد کے ہاتھ میں کھلونے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک کے الفاظ میں: مغرب عملی طور پر عورت کو داشتہ اور طوائف کی سطح پر لے آیا ہے، اسے ایک ایسی شئے بنا ڈالا ہے جس سے مرد لطف اندوز ہوتے ہیں۔ آرٹ اور کلچر کے خوبصورت پردوں کے پیچھے اس کا استحصال کیا جاتا ہے کہ وہ جنس کے متلاشیوں اور کاروباریوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گئی ہے، جس کا اسے احساس بھی نہیں دوسرے الفاظ میں جدید تہذیب میں اس عورت کی عزت ہوتی ہے جو کماتی ہے، جو حسن و جمال رکھتی ہے اور اس کی نمائش کر کے مردوں کے کاروبار کو فروغ دلاتی ہے، جو اپنی عفت اور عصمت، چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کر کے کسی فلم اور ڈرامہ میں ہیروئن بن کر کسی کے کاروبار کو چمکاتی ہے، تو کسی کا دل بہلاتی ہے، لیکن ماں کی صورت میں، بیوی کی صورت میں، بیٹی کی صورت میں اور بہن کی

صورت میں اس کی کوئی عزت اور عظمت نہیں ہوتی۔ یہ حقیقت اس سے واضح ہے کہ مغرب میں جب عورت بوڑھی ہوتی ہے، جب کمانے کے لائق نہیں رہتی، جب اپنا حسن و جمال اور سب صلاحیتیں کھو بیٹھتی ہے، جب وہ اپنی اولاد کی خدمت کی محتاج ہوتی۔ ہے، تب اسے بوڑھوں کے ہسپتال میں داخل کرایا جاتا ہے، جہاں وہ کربناک زندگی گزار کر اپنے آخری دن پورے کرتی ہے، یا کتے اور بلیلاں پال کر دل بہلاتی رہتی ہے۔[16]

اسلام میں عورت کی حیثیت

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام میں عورت کی کیا حیثیت ہے؟ اور اس نے عورت کو کیا حقوق دیئے ہیں؟۔ اسلام نے جو عورت کو حقوق دیئے ہیں، ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے

جان کا تحفظ

اسلام سے پہلے عورت کے وجود کو منحوس سمجھ کر اسے زندہ دفن کیا جاتا تھا یا ستی کرکے جلایا جاتا تھا یا فرسودہ اور دقیانوسی رسموں کے تحت اسے زندہ ہی دریا کی موجوں کے حوالے کیا جاتا تھا، اس لئے اسلام نے سب سے پہلے اسے جان کا تحفظ فراہم کیا، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ[17]

سوائے حق کے کسی بھی ایسی جان کو قتل نہ کرو، جسے اللہ نے قابل احترام قرار دیا ہے۔

پھر جس طرح مرد کی جان قابل احترام ہے، اسی طرح عورت کی جان بھی قابل احترام ہے، قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا۔

اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزوں سے رزق دیا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر بہت سی برتری دی۔

تو جس طرح بیٹے اولاد آدم ہیں، اسی طرح بیٹیاں بھی اولاد آدم ہیں، اس لئے وہ بھی اسی احترام کے لائق ہیں۔ کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ بیٹے پیدا ہوں گے تو کما کر ہمیں کھلائیں گے، جبکہ بیٹیوں کو ہمیں کھلانا پڑے گا، اس لئے بھی بیٹیوں کو ذبح کرتے تھے۔ اسلام نے اس خوف کی وجہ سے بیٹیوں کے قتل کو حرام قرار دیا:

ولا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ، نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ إِيَّاكُمْ، إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خطئاً كبيراً - [18]

ترجمہ: اپنی اولاد کو بھوک اور بد حالی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق فراہم کریں گے اور تمہیں بھی، بیشک انہیں قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

بیٹیوں کے قاتل کی آخرت میں باز پرس

بیٹیوں کے قاتل کو آخرت میں باز پرس کی وعید سنا کر اس قبیح حرکت سے روکا گیا، جس طرح ارشاد باری تعالی ہے:

وَإِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ [19]

ترجمہ: "زندہ در گور کی ہوئی لڑکی (کو قاتل کے سامنے لا کر اس) سے پوچھا جائے گا کہ تم سے کیا قصور ہوا کہ تمہیں زندہ در گور کیا گیا؟"۔

اسلام میں جس طرح کسی مرد کے قاتل پر قصاص ہے، اسی طرح عورت کے قاتل پر بھی قصاص ہے، اسلام کی نظر میں اس سلسلہ میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں۔

معاشی تحفظ

اسلام سے قبل خود عورت کو مال سمجھا جاتا تھا، عورت بازاروں میں اس طرح بکتی تھی جس طرح مویشی یا گھریلو اشیاء بکتی ہیں۔ عورت کے کمائے ہوئے مال کو مرد ہضم کر جاتے تھے، اسے رشتہ اداروں کے ترکہ سے کچھ حصہ نہ ملتا تھا، بلکہ اسے خود ترکہ سمجھ کر اس پر قبضہ کیا جاتا تھا۔ اسلام نے آکر عورت کو مال کا تحفظ فراہم کیا، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ " [20]

ترجمہ: "جو کچھ مردوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے۔

ترکہ کے مال میں عورت کو وارث بناتے ہوئے قرآن مجید میں ہدایت دی گئی:

للرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيباً مَّفْرُوضاً [21]

ترجمہ: "مردوں کے لئے اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، اور عورتوں کے لئے بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور یہ حصہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر ہے۔

مطلب کہ معاشی میدان میں صرف یہ نہیں کہ عورت کو ملکیت سے حصہ دلایا گیا، بلکہ اسے خود مرد کی طرح کمانے کا اور معاشی سرگرمیوں کا حق دیا گیا ہے۔

عزت کا تحفظ

اسلام کی نظر میں پیدائشی طور پر مرد اور عورت دونوں قابل احترام ہیں، ان میں سے کوئی بھی نا قابل احترام نہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق فضیلت اور برتری کا مدار جنس اور صنف نہیں کے ہے، بلکہ ایمان اور اچھے اعمال ہیں، اس لئے جو بھی ایمان لائے گا اور اچھے اعمال کرے گا اللہ تعالیٰ ہاں عزت اور اچھے مقام کا مستحق بنے گا، جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَراً و أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ مِنْهُمْ بَرَأَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ يَعْمَلُونَ [22]

ترجمہ: "جو بھی اچھے اعمال کرے گا چاہے مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ اس میں ایمان ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے اچھے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیں گے۔

اسلام کو عورت ذات کی عزت اور حرمت اتنی پیاری ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پاکدامن عورت پر تہمت لگائے اور اسے ثابت نہ کر سکے تو اسے ۸۰ کوڑے لگانے کا حکم دیتا ہے اور ہمیشہ کے لئے اسے بے اعتبار سمجھ کر کسی معاملہ میں اس کی گواہی قبول نہ کرنے کا حکم دیتا ہے، جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

والَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَادَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً لَبَهْ شَبَهَةً جَلْدَةً وَلا تُلا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ[23]

اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی آئندہ کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔

فسخ نکاح کا حق

اسلام کے نزدیک نکاح کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ انسان کو عزت اور عفت کی زندگی گزارنے میں مدد ملے لیکن یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب زوجین میں ہم آہنگی ہو، لیکن اگر میاں بیوی کے تعلقات خراب ہو جائیں اور باوجود اصلاحی کوششوں کے ان میں اصلاح نہ ہو سکے تو اسے حق دیا گیا کہ وہ مرد سے خلع لے ،یعنی مرد کو مہر کی رقم واپس کر کے اس سے آزادی حاصل کرلے۔ ایسا نہیں کہ ہندو مذہب کی طرح طلاق کو حرام قرار دے کر میاں بیوی دونوں کی زندگی کو زہر بنایا گیا ہے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّا اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ شَيۡـئًا اِلَّا اَنۡ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ‌ؕ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ فَلَا تَعۡتَدُوۡهَا وَ مَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ[24]

یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں

نان ونفقہ کا حق

اسلامی تعلیمات کی رو سے چاہے عورت خود کتنی ہی دولت مند کیوں نہ ہو، پھر بھی اس کے پورے اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۔

ترجمہ: دستور کے مطابق عورتوں کی خوراک و پوشاک ان کے مردوں کی ذمہ داری ہے۔

ایک موقع پر ایک شخص نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ حضور! بیوی کا حق شوہر پر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب خود کھائے تو اس کو کھلائے، جب خود پہنے تو اس کو پہنائے، نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے، نہ اس کو برا بھلا کہے اور نہ گھر کے علاوہ اس کی سزا کے لئے اس کو علیحدہ کرے:

سَألَهُ رَجُلٌ ما حَقُّ المَرْأةِ عَلى الزَّوْجِ؟ قال: «تُطْعِمُها إذا طَعِمْتَ، وتَكْسُوها إذا اكْتَسَيْتَ، ولا تَضْرِبِ الوَجْهَ، ولا تُقَبِّحْ، ولا تَهْجُرْ إلّا في البَيْتِ[25]

تحفظ کا حق:

اسلام میں نہ صرف یہ بلکہ عورت کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کا ذمہ دار بھی مرد کو قرار دیا گیا ہے، جیسے ایک آیت میں ارشاد ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْؕ-فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُؕ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّۚ-فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًاؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا[26]

عورتوں پر اس لیے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور اُنہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو اُن پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند بڑا ہے.

حسن سلوک کا حق

اسلام عورت کے ساتھ ہر صورت میں حسن سلوک کا حکم دیتا ہے، چاہے وہ ماں کی صورت میں ہو، بیٹی کی صورت میں ہو، بہن کی صورت میں ہو، یا بیوی کی صورت میں ہو۔ اسلام جس طرح والد کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے، وہاں اس سے بھی زیادہ نہایت پر زور اور تاکید بھرے الفاظ میں والدہ کے ساتھ نیک سلوک کا حکم دیتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَاناً حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ[27]

اور ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہے، اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اسے جنا (اس لئے وہ حسن سلوک کی نسبتا زیادہ مستحق ہے)۔

ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا: "یا رسول اللہ! سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں، اس نے دوبارہ پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، اس نے تیسری مرتبہ پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، اس نے چوتھی مرتبہ پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تیرا باپ[28].

اس میں باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ والدہ کو حسن سلوک کا مستحق قرار دیا گیا ہے، وجہ ظاہر ہے کہ والدہ حمل کی تکلیف، وضع حمل کی تکلیف اور بچے کی پرورش کی تکلیف برداشت کرتی ہے، جبکہ والد صرف اخراجات کی تکلیف برداشت کرتا ہے، اس لئے باپ کے مقابلہ میں ماں کو پچھتر فیصد زیادہ حسن سلوک کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔

خلاصہ بحث

اس بحث میں، تعلیم اور تربیت کی اہمیت، خصوصاً نسواں کے حقوق کی روشنی میں، سیرت طیبہ کی مدد سے بحث کی گئی ہے۔ اس بحث میں بتایا گیا ہے کہ تعلیم اور تربیت کے مفہوم میں شامل ہے: علم کی روشنی، اخلاقی فضائل کی تربیت، رذائل کی بچاؤ، اور بچوں میں خدا کی خوف و خشیت کی پیدائش۔ اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ علم روشنی ہے جبکہ جہالت گمراہی ہے۔ اس بحث نے اس بات کو بھی واضح کیا ہے کہ زندگی کے مختلف شعبوں میں نسواں کی تعلیم اور تربیت کا کردار اہم ہے، اور ان کی تربیت کو بہتر بنانے سے معاشرتی فلاح اور پیشگوئی ممکن ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1 عجاج الخطیب، **السنۃ قبل التدوین**(بیروت: دار الفکر، س۔ن)، ۱:۳۷۔

Ujāj Al-Khtīb, *Al-Sunnah Qabl al-Tadwīn*, (Beīrūt: Dār al-Fikr, n.d.), 1: 37.

2. فاطر، ۳۵:۲۸

Fātir, 35:28

3. زمر، ۳۹:۹

Zumar, 39:9

4. ابن عساکر، تاریخ دمشق(بیروت: دار الفکر، س۔ن)، ۴۹:۵۰۔

Ibn Asākir, *Tarīkh Dimashq*, (Beīrūt: Dār al-Fikr, n.d.), 50: 49.

[5]. ابن الملقن، **البدر المنير** (الرياض: دار الهجرة، ١٩٨٩)، ٧: ٤٢٦۔

Ibn al-Mulaqin, *Al-Badr al-Munīr* (Riyādh: Dā al-Hijrah, 1989), 7: 426.

[6]. الاحزاب، ٣٤:٣٣

Surah ahzab , 33:34

[7]. علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري، المصنوع، ص٩٨، الناشر: مؤسسة الرسالة- بيروت

Ali bin (sultan) Muhammad abul hasan noor ud din al mulla al harvi al qari, al masnoo, p 98, al nasher: moassisa al risala, beroot.

[8]. محمد بن يوسف بن علي بن سعيد، شمس الدين الكرماني، الكواكب الدراري، ج ٢، ص ٩٠، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت- لبنان

Muhammad bin Yousuf bin ali bin saeed shams ud din alkirmani, al kawakib aldarari, vol 2, p 90, al nasher: dar altoras al arabi, beroot labanan.

[9]. محمد بن عبد الله الخطيب العمري، أبو عبد الله، ولي الدين، التبريزي، مشكاة المصابيح، ج ١، ص ٥٤٩، الناشر: المكتب الإسلامي- بيروت

Muhammad bin abd ullah al khateeb al umri, abu abd ullah wali ud din al tabrezi, mishkat al masabeeh, vol 1, p 549 al nasher: al maktab al Islami beroot.

[10] محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي، صحيح البخاري، ج ٤، ص ٦٠، الناشر: دار طوق النجاة

Muhammad bin ismail abu abd ullah al bukhari al jufi, saheeeh al bukhari, vol 4, p 60, al nasher: dar toq al najat.

[11] أبو الفضل ابن حجر العسقلاني، النكت على صحيح البخاري، ج ٢، ص ١٨٣، الناشر: المكتبة الإسلامية، القاهرة- مصر

Abul fazal ibn hajar al asqalani, al nokat ala saheeh al bukhari, vol 2, p 183, al nasher: makataba al Islami, qahira beroot.

[12] محمد بن إسماعيل بن صلاح، التّنوير، ج ٤، ص ٤٦٠، الناشر: مكتبة دار السلام، الرياض

Muhammad bin ismail bin salah, al tanveer, vol 4, p 460, al nasher: maktaba dar al salam, al reyaz.

[13] أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، ضعيف الجامع الصغير، ص ٥٤٦، الناشر: المكتب الإسلامي

Anu ab dur rehman Muhammad nasir ud din , zaeef al jame al sagheer, p 546, al nasher: al maktab al Islami.

[14] عبد الرحمن بن حسن، أجنحة المكر الثلاثة، ص ١٤٦، الناشر: دار القلم- دمشق

Abd ur rehman bin hasan, ajniha al makr al salasa, p 146, al nasher: dar al Qalam, Dimashq.

15 حافظ عبدالرحمن مدنی، محدث، نومبر 2004، 99-جے ماڈل ٹاؤن، نزد کلمہ چوک، لاہور

Hafiz ab dur rehman madani, muhaddis, November 2004, 99 j-model town, near nazd kalma chowk Lahore.

16. بشیر احمد رند، حقوق نسواں، ص ۴۴،۴۱

Bashir ahmed rind, hoqooq niswan, p 41,44

17. سورۃ بنی اسرائیل، ۱۷،۳۳

Surah bani israil, 17,33

18. سورۃ بنی اسرائیل، ۱۷،۳۱

Surah bani israil, 17,31

19. سورۃ التکویر، ۸۱:۸

Surah tajveer, 81:8

20. سورۃ النساء، ۴:۳۲

Surah al nisa, 4:32

21. سورۃ النساء، ۴:۷

Surah al nisa, 4:7

22. سورۃ النحل، ۱۶:۹۷

Surah al nahl, 16:97

23. سورۃ النور، ۲۴:۴

Surah al noor, 24:4

24. سورۃ البقرۃ، ۲:۲۲۹

Surah al baqara, 2:229

25. أبو عبد الله أحمد بن محمد، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج ۳۳، ص ۲۱۶، الناشر: مؤسسة الرسالة

Abu abd ullah ahmed bin Muhammad , musnad al imam ahmed bin hambal, vol 33, p 216, al nasher: moassisa al risala.

26. سورۃ النساء، ۴:۳۴

Surah al nisa, 4:34

[27]. سورۃ الاحقاف، ۴۶:۱۵

Surah al ahqaf, 46:15

[28]. محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب الادب، ص ۱۰۴۵

Muhammad bin ismail al bukharri, saheeh al bukhari, kitab al adab, p 1045